جانشین امیر شریعت سید ابوذر بخاری رحمتہ اللہ علیہ

اُم المومنین سیدہ سودہ بنتِ زمعہ سلام اللہ و رضوانہ علیہا

خاندان اور شجرہ:

سیدہ سودہ سلام اللہ علیہا کا شجرہ نسب تو لُوَیّ ابنِ غالب پر پہنچ کر تین واسطے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تیسرے دادا عبدِ مناف کے ساتھ مل جاتا ہے۔ سیدہ سودہ بنتِ زمعہ ابنِ قیس ابنِ عبدِ شمس ابن عبدُ وڈّ ابن نصر ابنِ مالک ابن حِسُل ابن عامر ابن لوی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری زوجۂ مطہرہ ہیں۔ آں مخدومہ کی والدہ کا نام شَمُوس بنتِ قیس ابن عمرو ابن زید ابن لبید ابن خِداش ابن عامر ابنِ غنم ابن عدیّ ابن النجار ہے۔ صحیح قول کے مطابق سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ہوا۔ چونکہ سیدہ سودہ اور سیدہ عائشہ کے نکاح کا وقت قریب قریب ہے۔ اس لیے علماء سیر کا اس میں اختلاف ہے لیکن صحیح یہی ہے کہ سیدہ سودہ کا نکاح پہلے ہوا اور آپ کا مَہر چار سو درہم قرار پایا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ان کا نکاح حضرت سکران ابن عمرو ابنِ عبدِ شمس ابن عبدُ وڈ رضی اللہ عنہ سے ہوا جو حضرت سُہل و سُہَیل، سُلَیط اور حاطِب کے بھائی ہیں جو تمام کے تمام صحابی تھے۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا اور ان کے شوہر ابتداءِ نبوت میں ہی اسلام لے آئے تھے۔ اس بناء پر ان کو قدیم الاسلام ہونے کا شرف حاصل ہے۔ حبشہ کی پہلی ہجرت تک یہ دونوں میاں بیوی مکہ میں رہے مگر جب کفارِ مکہ کی طرف سے مظالم بڑھے تو دوسری ہجرت حبشہ کے موقع پر یہ بھی مہاجرین میں شریک تھے۔ حبشہ سے مکہ واپسی ہوئی تو چند روز زندہ رہ کر حضرت سکران انتقال کر گئے۔ ان سے ایک لڑکے عبدالرحمٰن پیدا ہوئے جو بڑے ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے اور دورِ خلافتِ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ جنگِ جلُولاء میں شہید ہو گئے۔

نبی علیہ السلام سے نکاح

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد غمگین و پریشان رہتے تھے۔ اسی بناء پر حضرت خولہ بنتِ حکیم رضی اللہ عنہا آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا ''یارسول اللہ! آپ کو خدیجہ کے نہ ہونے کی وجہ سے پریشان دیکھتی ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ ''ہاں! بال بچوں کی پرورش اور گھر کا انتظام اسی سے متعلق تھا۔'' حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ''میں آپ کے لیے کہیں پیغامِ نکاح نہ دوں؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''مناسب ہے، عورتیں اس معاملہ میں زیادہ موزوں ہیں'' پھر آپ نے پوچھا کہ ''کس جگہ پیام دینے کا کیا خیال ہے؟'' حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ ''اگر کنواری سے نکاح کرنا چاہیں تو آپ پوری دنیا سے زیادہ اپنے محبوب شخص (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا) کی لڑکی عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے نکاح فرمالیں اور اگر بیوہ سے چاہیں تو سودہ بنتِ زمعہ (رضی اللہ عنہا) موجود ہے۔'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''دونوں جگہ پیام دے دو!'' حضرت خولہ اولاً سیدہ سودہ کے پاس گئیں اور انھیں کہا کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے آپ کے لیے پیامِ نکاح دے کر بھیجا ہے۔'' سیدہ سودہ نے جواب دیا کہ ''مجھ کو عذر نہیں ہے لیکن میرے باپ سے اس کا تذکرہ کرلو اور وحشت دور کرنے کے لیے جاہلیت کے طریقہ پر ان کو سلام کرنا!'' چنانچہ حضرت خولہ خود کہتی ہیں کہ ''میں نے ان کے باپ کے پاس پہنچ کر جاہلیت کے طریقہ پر ''اَنْعِمْ صَبَاحاً'' (چچا صبح بخیر) کہا۔ انھوں نے پوچھا کون ہو؟

میں نے کہا خولہ ہوں۔ انھوں نے مرحبا کہہ کر آنے کی وجہ دریافت کی تو میں نے کہا کہ میں آپ کی بیٹی کے لیے محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب کا پیغامِ نکاح لے کر آئی ہوں۔ انھوں نے سن کر کہا کہ ہاں بے شک وہ شریف کُفُو ہے لیکن سودہ سے بھی دریافت کرلو۔ غرض سب مراحل طے ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر پر خود تشریف لائے اور سیدہ سودہ کے والد نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سودہ کا نکاح پڑھایا۔ بعض روایات میں ہے کہ سیدہ سودہ نے اپنے پہلے شوہر کی زندگی میں ایک خواب دیکھ کر شوہر سے بیان کیا تو بولے ''شاید میری موت قریب ہے اور تمہارا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوگا۔'' چنانچہ یہ خواب حرف بہ حرف پورا ثابت ہوا۔ حضور علیہ السلام سے نکاح کے وقت تک سیدہ سودہ کے بھائی عبداللہ بن زمعہ اسلام نہیں لائے تھے۔ جب ان کو اس نکاح کا علم ہوا تو افسوس اور غم وغصہ سے اپنے سر پر خاک ڈال لی کہ ''کیا غضب ہوگیا'' جب مشرف بہ اسلام ہوئے تو اس حرکت پر بہت نادم ہوئے اور جب کبھی اس کا خیال آتا تو کہتے کہ ''اس دن میں بڑا ہی نادان تھا جس دن میں نے اپنے سر پر اس وجہ سے خاک ڈالی کہ حضور علیہ السلام نے میری بہن سے نکاح کرلیا ہے۔'' نکاح کا سن ۵۰ میلادالنبی اور ۱۰ نبوی ہے۔ حضور علیہ السلام کی عمر مبارک اس وقت پچاس سال تھی اور سیدہ سودہ کی عمر بھی پچاس سال تھی۔ نبوت کے تیرہویں سال جب آپ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو اپنے سابق متبنیٰ اور محبوب ومعتمد ترین آزاد کردہ غلام اور فداء کار صحابی حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو مکہ بھیجا کہ سیدہ سودہ وغیرہ کو لے آئیں۔ چنانچہ سیدہ سودہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہما حضرت زید رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مدینہ میں آئیں۔

عربی قریشی طبیعت ومزاج اور حمیت وغیرت:

ان کے والد کے عم زاد بھائی ابویزید سُہیل بن عَمر و جو رشتہ میں جنابِ سیدہ کے چچا تھے۔ حالتِ کفر میں غزوۂ بدر کے موقع پر کفارِ قریش کے لشکر میں شامل ہوکر حضور علیہ السلام کے مقابلہ میں آئے اور انجام کار گرفتار ہوکر دوسرے جنگی قیدیوں کے ہمراہ مدینہ منورہ لائے گئے تو جنابِ سیدہ کے ساتھ ان کے خصوصی خاندانی قرب وتعلق کی بناء پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابو یزید سہیل کو رسیوں سے جکڑے ہونے کی حالت میں بھی کسی مروّج جیل میں نہیں رکھا بلکہ ام المؤمنین سیدہ سودہ سلام اللہ علیہا کے لیے مختص حجرہ میں ہی ان کو ٹھہرائے رکھا۔ سیدہ سودہ قیدیانِ بدر کی آمد سے پہلے اتفاقاً مشہور صحابیہ سیدہ عَفراء رضی اللہ عنہا کے محلّہ اور گھر میں بہ غرض ملاقات وغیرہ تشریف لے جاکر ٹھہری ہوئی تھیں کہ اتنے میں حضور علیہ السلام غزوۂ بدر میں فاتح اور کامیاب وبامراد ہوکر لشکرِ صحابہ رضی اللہ عنہم سمیت واپس تشریف لے آئے۔ جناب سیدہ سودہ کو اطلاع ہوئی تو آلِ عَفراء کے محلّہ سے اپنے گھر (حجرہ) کی طرف واپس آگئیں تو دیکھا کہ جنگی قیدی کی حیثیت سے ان کے رشتہ کے چچا ابویزید سہیل بن عَمر وعبشمی کے دونوں ہاتھ گردن کی طرف موڑ کر رسّی سے بندھے ہوئے ہیں اور حضور علیہ السلام کے فرمان کے مطابق مختلف صحابہ رضی اللہ عنہم کے گھروں میں تقسیم کرکے رکھے گئے قیدیوں کی طرح ابویزید سُہیل کو جنابِ ام المؤمنین سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کے عزیز وقریب کے طور پر انھی کے حجرہ میں لاکر رکھا گیا ہے۔ چوں کہ سیدہ سودہ نے ان کو اچانک اور خلافِ توقع اور اس شرم ناک، ذلت آمیز اور اذیت ناک حالت میں دیکھا تو شدتِ تاثر میں حضور علیہ السلام کی خدمت میں سلام ودعاء عرض کرنے کے بعد آپ سے ہی کوئی گفتگو کرنے کی جگہ اپنے قومی اور خاندانی غیرت وحمیت کے جوش میں بلا تاخیر وتکلف اپنے اس وقت تک کے کافر اور قیدی چچا سے ہی مخاطب ہوگئیں۔

۲......اس تفصیل سے یہ بات روزِ روشن کی طرح بالکل واضح اور یقینی ہوجاتی ہے کہ سیدہ سودہ کی ذاتِ گرامی میں عرب اور قریش کی حمیت وغیرت اور شجاعت کا وصف فطرت وطبیعت کے طور پر ودیعت اور پیوست تھا جس کے اثر سے آپ نے اپنے اس وقت تک کے کافر قیدی چچا کو بے دھڑک زجر وتوبیخ کرتے ہوئے قرشیت اور غیرت وشجاعت کا اظہار کرکے بہادروں کی طرح نہ مرجانے پر طعنہ دیا۔ نیز غلام اور قیدی بن جانے کی شرمناک اور ذلت واذیت ناک حالت پر عار دلا کر ان کی کفریہ قرشیت کو تحریک کی۔ بناء بریں آپ کے ان الفاظ میں محض فطری جذبات کے غیر اختیاری مظاہرہ کے علاوہ اور کوئی مقصد نہ ہوتے ہوئے بھی چوں کہ بہ ظاہر کفارِ قریش کے ساتھ جذبۂ ہمدردی کا اظہار معلوم ہورہا تھا۔ اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نظامِ نبوت وخلافت کے تحت برپا اور قائم ہوجانے والی خالص اسلامی معاشرت کے مقتضیات کا بروقت صحیح احساس دلانے کا فریضہ ادا فرمایا اور پوری کائنات کی تمام عورتوں سے امہات المؤمنین کی بلندترین اور قابلِ رشک حیثیت کی مکمل نگرانی اس کے تحفظ اور اس کے مستقل عملی اظہار کی پابندی کرانے کے لیے آپ کی اس غیر اختیاری غیر متوقع حالت اور گفتگو پر بھی فوراً تنبیہ فرمائی۔ جس پر سیدہ سودہ سلام اللہ علیہا نے بھی اپنے دینی وشرعی مقام ومنصب کا احساس ولحاظ کرتے ہوئے فوراً اس مفہوم کے ساتھ معذرت کردی کہ ''یارسول اللہ! یہ الفاظ میرے منہ سے بے ساختہ نکل گئے ہیں ورنہ ان سے خدانخواستہ کسی کافر رشتہ دار کے ساتھ محض دنیاوی ہمدردی کے دانستہ مظاہرہ اور اس کے جذبۂ جاہلیت کو انگیخت وتحریک کرنا ہرگز مقصود نہ تھا۔'' چنانچہ نبی کریم علیہ السلام نے بھی جنابِ سیدہ سودہ کی اس معذرت کو بالکل سچی اور مبنی برحقیقت جانتے ہوئے سکوت اختیار کرکے عملاً قبول فرمالیا اور پھر جنابِ سیدہ سودہ کو اس سلسلہ میں مزید کوئی تنبیہ وتاکید ارشاد نہیں فرمائی۔

نبی علیہ السلام کا ارادہ طلاق اور رجوع:

۳......کتبِ حدیث اور سیرتِ تواریخ میں حضرتِ ام المؤمنین سیدہ سودہ سلام اللہ ورضوانہ علیہا کے متعلق یہ واقعہ منقول ہے کہ ایک وقت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ سودہ کو طلاق دینے کا ارادہ فرمالیا تھا۔ لیکن جب جنابِ سیدہ کو اس کا علم ہوا تو ایک روز حجرۂ سیدہ عائشہ سلام اللہ علیہا سے اپنے حجرہ کی طرف آنے والے راستہ میں حضور علیہ السلام کی آمد کا انتظار کرنے بیٹھ گئیں۔ چنانچہ جب آپ تشریف لائے تو سیدہ سودہ نے آپ کے ارادۂ طلاق کے نتیجہ اور صدمہ کے شدید احساس کا اظہار کرتے ہوئے بڑی لجاجت سے عرض کیا کہ ''یارسول اللہ! مجھے طلاق نہ دیجئے اور مجھے اپنی زوجیت میں رہنے دیجیے۔ خدا کی قسم مجھے اب اس عمر میں (اور ام المؤمنین بننے کا شرف حاصل ہونے کے بعد) کسی دوسرے خاوند کی ہرگز ہرگز کوئی ضرورت نہیں۔ البتہ میری یہ تمنا ہے کہ قیامت میں اللہ تعالیٰ مجھے آپ کی ازواج میں اٹھائے۔ چونکہ میں بوڑھی ہوگئی ہوں۔ اس لیے میں اپنی باری عائشہ کو دیتی ہوں'' جس پر حضور علیہ السلام نے ارادۂ طلاق سے رجوع فرمالیا اور جنابِ سیدہ سودہ کو زمرۂ ازواجِ مطہرات میں بدستور شامل رکھا۔ تو مذکورہ بالا واقعہ پڑھ کر خیال پیدا ہوتا ہے کہ شاید نبی علیہ السلام نے جنابِ سید سودہ کے کافر قیدی چچا کے متعلق ان کے اسی غیر مناسب قول کی وجہ سے ہی اظہارِ ناپسندیدگی اور ناراضی فرمایا اور سیدہ کی تعلیم وتربیت کی تکمیل نیز انھیں نصیحت وتادیب کی خاطر ہی ان کو طلاق دینے کا ارادہ فرمالیا ہو۔ مگر چونکہ تقدیرِ الٰہی میں سیدہ سودہ کو ابدالآباد کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کے زمرۂ طیبہ میں اور امہات المؤمنین کے رتبۂ عالیہ اور منصبِ عظیم پر باقی رکھنا لکھا ہوا تھا۔ اس لیے جنابِ سیدہ کی معذرت اور التجا کے حیلہ سے ہی نوشتۂ تقدیر حضور علیہ السلام کے رجوع کی صورت میں

ظاہر ہوا اور سیدہ سودہ کے لیے زوجیتِ نبویہ کے الٰہی انتخاب اور ان کے مقام ومنصب اور نبی علیہ السلام کے ساتھ دنیا وآخرت کے اندر ان کی رفاقتِ دائمہ کی سعادتِ عظمٰی کا باعث اور منًّا دبن گیا۔

۴......بناءً بریں یہ بات اللہ ورسول کی طرف سے ام المؤمنین سیدہ سودہ کے ایمان وصدق قول وعمل کی شہادت و تصدیق کے ساتھ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ جنابِ سیدہ کی زبان پر یہ جملہ بے ساختہ جاری ہوگیا تھا لیکن ام المؤمنین ہونے کی حیثیت سے جو ان کی عظمت ورفعت اور عزت وحرمت ہے۔ اس کے پیشِ نظر جنابِ سیدہ کی زبان سے فطری جوش و حمیت کے زیر اثر غیر اختیاری طور پر بے ساختگی کی حالت میں یہ نکلا ہوا جملہ اسلامی نظام کے شعبۂ جہاد کے وقار اور خود سیدہ موصوفہ کی شانِ اُمومہ کے خلاف تھا۔ اس لیے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شارع ومعلم اعظم کی حیثیت سے اس غیر اختیاری مگر بظاہر خلافِ شان وخلافِ ادب کلام پر بھی ضروری اور لازم سمجھتے ہوئے گرفت اور تنبیہ وتادیب فرمادی تا کہ آئندہ خواص تو کجا کسی عام مسلمان کو بھی اسلام کے کسی ایک چھوٹے یا بڑے قانون اور حکم کے متعلق مبہم ومشکوک انداز کے ساتھ یا خلافِ شان وادب زبان کھولنے کی جرأت وجسارت نہ ہوسکے۔ واللہ اعلم

کافر چچا سے ہمدردانہ کلام اور نبی علیہ السلام کی تنبیہ:

ہمدردانہ کلام اور اس پر نبی علیہ السلام کی تنبیہ وتادیب کا ایک خاص اور اہم واقعہ

قال ابن اسحاق وحدثني عبداللّٰه بن ابی بکر ان یحیٰ ابن عبدالرحمن بن اسعد بن زراره قال قدم بالاساریٰ حین قدم بهم وسودة بنت زمعه زوج النبی صلی الله علیه وسلم عند آل عفرآء فی مناختهم علی عوف و معوذ ابنی عفراء ،وذالک قبل ان یضرب علیهن الحجاب .قال "تقول سودة والله انی لعندهم اذ أتینا فقیل "هٰؤلاءِ الأ ساریٰ قد اتی بهم ،قالت فرجعت الیٰ بیتی ورسول الله صلی الله علیه وسلم فیه واذا أ بو یزید سهیل ابن عمرو فی ناحیة الحجرةِ مجموعة یداه الیٰ عنقهٖ بحبل ،قالت "فلا والله ما ملکت نفسی حین رأیت أبایزید کذالک ان قلت ُای ابا یزید اعطیتم بأ ید یکم ألاَ متم کراماً "فوالله مآأنبهنی الا قول رسول الله صلی الله علی وسلم من البیت :"یاسوده !أعلی و الله ورسوله تحر ضین ؟قالت "قلت یا رسول الله "والذی بعثک بالحق ،ما ملکت نفسی حین رأ یت أبا یزید مجموعة یداه الیٰ عنقه أن قلت ما قلت . (السیرۃ النبویۃ ''لابن ہشام'' ص۵۴، ج۳ طبع جدید۔ ''دارالفکر۔ مصر)

''ابن اسحاق کہتا ہے......مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا کہ تحقیق یحییٰ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن اسعد بن زراہ نے کہا ہے کہ (غزوہ بدر کے) جنگی قیدی جب (مدینہ منورہ میں) لائے گئے تو اس وقت (ام المؤمنین سیدہ سودہ بنتِ زمعہ (سلام اللہ ورضوانہ علیہا) زوجۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشہور صحابیہ سیدہ عفراء (رضی اللہ عنہا) کے گھر والوں کے پاس ان کے محلّہ میں عفراء کے دونوں بیٹوں عوف اور معوذ کی دیکھ بھال کے لیے موجود تھیں اور یہ واقعہ ازواجِ مطہرات پر پردہ لازم کرنے کا حکم آنے سے پہلے کا ہے۔ یحیٰ کہتے ہیں (سیدہ) سودہ فرماتی

ہیں ''خدا کی قسم میں ان آل عفراء کے پاس ہی تھی جب (بدر کے جنگی) قیدی ہمارے پاس لائے گئے تو اس وقت لوگوں میں یہ کہا جا رہا تھا کہ ''یہ لوگ (بدر کے) قیدی ہیں جنھیں لایا گیا ہے'' (سیدہ) سودہ نے فرمایا کہ ''اس کے بعد میں (آل عفرآء کے محلّہ سے) اپنے گھر (حجرہ) کی طرف واپس آگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہیں گھر (حجرہ) میں موجود تھے اور میں نے اچانک دیکھا کہ حجرہ کے ایک کونے کے اندر میرے باپ کا چچا زاد بھائی (رشتہ کا چچا) ابو یزید سہیل ابن عمرو (ابنِ عبدشمس) اس حال میں تھا کہ اس کے دونوں ہاتھ گردن کی طرف موڑ کر رسی کے ساتھ بندھے ہوئے تھے (سیدہ) سودہ فرماتی ہیں کہ ''خدا کی قسم! جب میں نے ابو یزید کو اس حال میں دیکھا تو (احساسِ رشتہ مندی اور عرب کے فطری جذبۂ غیرت کے باعث) میں اپنے آپ کو قابو نہ رکھ سکی اور (بے اختیار ہو کر اسے) یہ کہہ دیا کہ ''تم لوگوں نے اپنے آپ کو خود ہی (مسلمانوں کے) حوالہ کر کے قید کرا لیا۔ تم (لڑ کر) عزت کی موت مر نہ گئے۔ سو خدا کی قسم (اس جذبۂ جوش میں اتنی محو تھی کہ گفتگو کے وقت) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس (جوابی) ارشاد نے مجھے چونکا دیا کہ ''اے سودہ! کیا تم گھر کے اندر (اس کو) اللہ اور اس کے رسول کے خلاف بھڑکا رہی ہو'' (سیدہ) سودہ فرماتی ہیں میں نے متنبہ ہو کر معذرت کرتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ ''یا رسول اللہ! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے (یہ بات کرتے وقت میری نیت اور غرض ہرگز دین کے خلاف نہیں تھی بلکہ صرف یہ وجہ ہوئی کہ) جب میں نے ابو یزید کو گردن کی طرف موڑے اور رسی کے ساتھ بندھے ہوئے ہاتھوں کی بری حالت میں دیکھا تو میں اپنے دل پر قابو نہ رکھ سکی۔ یہاں تک کہ جو کچھ میں نے کہا ہے وہ بات میرے منھ سے نکل گئی۔''

قد و قامت:

سیدہ سودہ کا قد لمبا اور جسم بھاری تھا۔ ازواجِ مطہرات میں ان کے قد سے زیادہ کسی کا قد لمبا نہ تھا۔

روایتِ حدیث:

سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا سے صرف پانچ احادیث مروی ہیں جن میں سے بخاری میں صرف ایک حدیث مروی ہے۔ صحابہ میں سے حضرت ابنِ عباس، ابنِ زبیر اور یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہم نے ان سے رویت کی ہے۔

قابلِ رشک اخلاق ومحاسن:

سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کے اخلاق کے بارہ میں حبیب رب العالمین سیدہ عائشہ سلام اللہ علیہا بہ طورِ خاص فرماتی ہیں:

ما من الناس امرأة احب الی ان اکون فی مسلاخها من سودة. (طبقات ابنِ سعد، ص ۳۷، ج ۸)

''سودہ کے علاوہ کسی عورت کو دیکھ کر مجھے کبھی یہ تمنا نہیں ہوئی کہ اس کے قالب میں میری روح ہوتی۔''

اور دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

ما من الناس احد احب الی ان أکون فی مسلاخهِ من سودة .ان بهٖا الأ حدة فیها کانت تسرع منها اللعنة (الاصابہ ص ۳۳۱، ج ۴)

''تمام انسانوں میں مجھے سودہ کے سوا کسی کو دیکھ کر یہ تمنا نہیں ہوئی کہ اس کے جسم میں میری روح ہوتی۔ بس ان میں ذرہ مزاج میں تیزی تھی جس کے باعث جلدی سے دھتکار دیتی تھیں۔''

اطاعت اور فرماں برداری میں وہ تمام ازواج مطہرات سے ممتاز تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر ازواج مطہرات کو مخاطب کر کے فرمادیا تھا کہ ''میرے بعد گھر میں بیٹھنا'' (''الزرقانی'' ص۲۰۲، ج۳، بہ حوالہ ''سیرَ الصحابیات'' تالیف مولانا سعید انصاری مرحوم سابق رفیقِ دارالمصنفین)

چنانچہ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے اس حکم پر اس شدت سے عمل کیا کہ پھر کبھی حج کے لیے بھی نہ نکلیں۔ حالانکہ یہ حکم عبادات کے متعلق نہ تھا بلکہ معمولاتِ زندگی میں عام عورتوں کی طرح اعزہ و اقارب کے ہاں یا ضروریات کے لیے کہیں آنے جانے کے متعلق تھا لیکن انھوں نے اپنے اجتہاد سے اس حکم کے ظاہری علوم پر ہی عمل کیا۔ چنانچہ فرماتی تھیں کہ ''میں حج اور عمرہ دونوں کر چکی ہوں اور اب اللہ کے حکم کے مطابق گھر میں بیٹھوں گی۔'' (''طبقات'' ص۳۸، ج۸، بحوالہ ''سیر الصحابیات'' ص۶)

سخاوت وایثار:

سخاوت اور فیاضی بھی ان کا ایک نمایاں وصف تھا اور سیدہ عائشہ کے سوا وہ اس وصف میں بھی سب سے ممتاز تھیں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں یہ واقعہ منقول ومشہور ہے کہ ''ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چند خدام کے ذریعہ ان کی خدمت میں دراہم کی ایک بوری بھر کر بھیجی۔ آپ نے لانے والے خدام سے پوچھا کہ ''اس میں کیا ہے؟'' انھوں نے عرض کیا کہ ''درہم ہیں'' تو فرمایا ''کیا درہم بھی کھجوروں کی طرح بوری میں بھیجے جاتے ہیں'' یہ کہہ کر اسی وقت تمام درہم مستحقین میں تقسیم کر دیئے۔''

اخرج ابن سعید بسند صحیح عن محمد بن سیرین. ان عمر (رضی اللہ عنہ) بعث الیٰ سودۃ بغرارۃ من دراھم فقالت ''ماھذہٖ؟'' قالو ''دراھم'' قالت ''فی غرارۃ مثل التمر'' ففرقتھا　(''الاصابہ'' ص۳۲، ج۴)

''ایک دفعہ حضرتِ عمر نے ان کی خدمت میں دراہم کی ایک بوری بھر کر بھیجی۔ آپ نے لانے والے خدام سے پوچھا کہ ''اس میں کیا ہے؟'' تو انھوں نے عرض کیا کہ ''درہم ہیں'' تو فرمایا کہ ''درہم بھی کھجوروں کی طرح بوری میں بھیجے جاتے ہیں'' یہ کہہ کر تمام درہم اسی وقت مستحقین میں تقسیم کر دیئے۔''

سیدہ سودہ طائف کی کھالیں بناتی تھیں اور اس سے جو آمدنی ہوتی تھیں اس کو نہایت آزادی کے ساتھ نیک کاموں میں صرف کرتی تھیں۔ (ایضاً ص۶۵، بحوالہ ایضاً ص۱۷)

مزاج میں تیزی بھی تھی اور ظرافت بھی۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ وہ بہت جلد غصہ سے بھڑک اٹھتی تھیں۔ ایک مرتبہ قضاءِ حاجت کے لیے باہر نکلیں تو نمایاں قد کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (جو راہ میں ملے تھے) انھیں پہچان لیا۔ حضرت عمر کو ازواج مطہرات کا باہر نکلنا ناگوار تھا۔ پردہ کی تحریک بھی کر چکے تھے۔ اس لیے بولے ''سودہ! تم کو ہم نے پہچان لیا ہے'' سیدہ سودہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تنبیہہ کا یہ انداز سخت ناگوار گزرا تو انھوں نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں پہنچ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شکایت کی۔ لیکن اسی واقعہ کے باعث آیتِ حجاب نازل ہوگئی۔ (''صحیح البخاری'' ص۲۶، ج۱۔ بحوالہ ''سیر الصحابیات'' ص۱۷)

ظرافت ومزاح:

سیدہ میں ظرافت اس قدر تھی کہ حضور علیہ السلام کو ہنسایا کرتی تھیں اور کبھی کبھی اس انداز سے چلتی تھیں کہ آپ ہنس پڑتے تھے۔ ایک مرتبہ کہنے لگیں کہ کل رات کو میں نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی تھی۔ آپ نے اس قدر دیر تک رکوع کیا کہ مجھے ''نکسیر'' پھوٹنے کا شبہ ہوگیا۔ اس لیے میں دیر تک ناک پکڑے کھڑی رہی'' آپ اس جملے سے مسکرائے۔

(''ابنِ سعد'' ص ۳۷، ج ۸۔ بحوالہ ''سیر الصحابیات'')

سیدہ سودہ بڑی عمر کی تھیں۔ چنانچہ فرائضِ زندگی خصوصاً کاشانہ نبوی کے مقتضیات پورے کرنے میں انھیں طبعی ضعف کی وجہ سے دشواری پیش آتی تھی۔ اس لیے اور بعض دیگر وجوہ سے حضور نے ان کو طلاق دینے کا ارادہ فرمالیا۔ سیدہ سودہ کو معلوم ہوا تو آپ سے عرض کیا کہ ''مجھے طلاق نہ دیجئے اور مجھے اپنی زوجیت میں رہنے دیجئے۔ خدا کی قسم مجھے اب زن وشوہر کے تعلق کی کوئی ضرورت نہیں۔ البتہ میری یہ تمنا ہے کہ قیامت میں اللہ تعالیٰ مجھے آپ کی ازواج میں اٹھائے۔ چونکہ میں بوڑھی ہوگئی ہوں' اس لیے میں اپنی باری عائشہ کو دیتی ہوں'' چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی التجا قبول فرمائی اور طلاق نہ دی۔ بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ آپ نے سیدہ سودہ کو طلاق دے دی تھی لیکن ان کی یہ عجز وخلوص سے بھری ہوئی التجا سن کر پھر رجوع کر لیا تھا۔

وأ خرج الترمذی عن ابن عباس رضی الله عنهما بسند حسن ان سودة خشیت ان یطلقها رسول الله صلی الله علیه وسلم .فقالت ''لاتطلقنی وأمسکنی واجعل یومی لعائشة وفی بعضها انه قال لها ''اعتدی والطریقان مرسلا ن وفیهما انها قعدت علی طریقه فنا شدته أن یراجعهاوعن طریق معمر قال :بلغنی انها کلمته فقالت مابی علی الازواج من حرص (وفی روایة والله مابی حاجت فی الرجال)ولکنی أ حب ان یبعثنی الله یوم القیا مة زوجا ًلک (أو أحشرنی فی أزواجک یوم القیٰمة) ففعل . (''الاصابۃ'' ص ۳۳۰، ۳۳۱، ج ۴)

''امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے سندِ حسن کے ساتھ یہ روایت کی ہے کہ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کو حضور علیہ السلام کے معمولات کے اثر سے یہ خطرہ محسوس ہوا کہ آپ ان کو طلاق دینے کا ارادہ فرمارہے ہیں تو لجاجتاً عرض کیا کہ ''آپ مجھے طلاق نہ دیں بلکہ اپنے پاس ٹھہرائے رکھیں اور میری باری عائشہ کو دے دیں اور بعض روایات میں آیا ہے کہ حضور نے ان کو (بہ طورِ طلاق کنایہ) فرمادیا کہ ''اعتدی'' (اپنی عدت کے دن گنتی رہ) اور یہ دونوں طریق مرسل ہیں اور ان میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ جب یہ صورت پیش آئی تو سیدہ سودہ آپ کے راستے میں انتظارِ آمد کے لیے بیٹھ گئیں اور آپ کے تشریف لانے پر قسم دے کر عرض کیا کہ ''آپ مجھ سے رجوع فرمالیں'' اور معمر رحمۃ اللہ علیہ کے طریق روایت میں آیا ہے۔ وہ کہتے ہیں ''مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ ''سیدہ سودہ نے طلاق کے متعلق حضور علیہ السلام سے گفتگو کرتے ہوئے (لجاجتاً) عرض کیا کہ ''خدا کی قسم میری اب کسی نئے خاوند پر خواہش کی نظر نہیں ہے'' اور دوسری روایت میں ہے کہ ''خدا کی قسم مجھے اب کسی مرد کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ یہ تمنا رکھتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے قیامت کے دن آپ کی بیوی کی حیثیت میں قبر سے اٹھائیں۔'' یا یہ الفاظ ہیں کہ ''البتہ یہ تمنا رکھتی ہوں کہ قیامت کے دن آپ کی بیویوں کے گروہ میں مجھے محشور کیا جائے۔'' چنانچہ پہلی روایت کے آخری حصہ کے مطابق حضور علیہ السلام نے ارادۂ طلاق کو ملتوی کر کے یا طلاق سے رجوع کر کے آپ کو ازواج میں باقی رکھا اور سیدہ سودہ کی باری سیدہ عائشہ کی باری کے ساتھ شامل کر دی۔

مدتِ رفاقتِ نبوّیہ اوروفات:

سیدہ سودہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سترہ سال رہیں۔بعض علماء کے نزدیک امام سادس،خلیفۂ عادل وراشدو برحق،سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں ۵۴ھ/ ۶۷۴ء کے اندرانتقال کیا۔''واقدی''اسی کوترجیح دی ہے لیکن صحیح اوراکثریت کی متفقہ روایت کے مطابق امام خلیفۂ راشد ثانی سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری دورمیں وفات پائی۔البتہ آپ کی وفات کے یوم وماہ وسال کی تعیین میں روایات کچھ مختلف ہیں۔جن میں تطبیق کے لیے حسبِ ذیل وضاحت اورتفصیل ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔یہ طے شدہ اورمتفق علیہ ہے کہ امیر یزید ابنِ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعتِ خلافت کے مجوزمشہور جلیل القدر،مدبر اسلام صحابی سیدنا مغیرہ بن شعبہ ثقفی رضی اللہ عنہ کے ذمی کافر غلام،ملعون وبد بخت ابولؤلو فیروز مجوسی ایرانی کے قاتلِ اسلام زہر آلود دو دھاری خنجر سے سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ ۲۷رذوالحجہ ۲۳ھ/ ۴رنومبر ۶۷۴ء جمعرات کو یہ سال اوراس کا یہ آخری مہینہ ختم ہونے سے تین رات پہلے نماز فجر کے دوران زخمی ہوئے اورنئے سال کے پہلے مہینے کے پہلے دن یکم محرم الحرام ۲۳ھ/ ۷نومبر ۶۴۴ء یکشنبہ (اتوار) کو پیٹ کے اسی خوف ناک زخم کے سبب آپ نے شہادت پائی اورسیرت کی ایک روایت کے مطابق حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے آخری زمانۂ خلافت کے دوران آپ کی شہادت سے چندروز پہلے ماہ ذوالحجہ ۲۳ھ کے اندرسیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوالیکن ''تاریخ الخمیس''میں منقولہ روایت کے مطابق ام المؤمنین سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کی وفات کا سال ۲۲ھ ہے اورحضرت امام بخاری،علامہ ذہبی،ابنِ اثیر جزری،ابنِ عبدالبراندلسی اورخزرجی رحمہم اللہ جیسے کبارمحدثین،علماء سیراورمؤرخین کی اکثریت کا یہی قول اورروایت سب سے زائد متفق علیہ اورصحیح ہے۔(''الزرقانی''ص ۲۶۲،ج ۳۔بحوالہ ''سیر الصحابیات''ص ۱۵)

بہ ایں صورت ۲۲ھ ہو یا ۲۳ھ بہر حال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آخری دورِخلافت میں ہی مخدومہ اُم المؤمنین نے وفات پائی۔اس لحاظ سے آخری دورخلافتِ فاروقیہ کے مفہوم کی تعیین میں لفظی تفاوت کے سویٰ حقیقتاً کوئی اختلاف نہیں۔

فانا للہ وانا الیہ راجعون

سلام اللہ علی النبی ورضوانہ علیہا

(دارِمعاویہ،دفتر''الاحرار''۲۳،کوٹ تغلق شاہ ملتان۔آغازِظہر،ہفتہ۔۲رمحرم الحرام ۱۴۱۰ھ۔۵راگست ۱۹۸۹ء)

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن،سپئیر پارٹس
تھوک وپرچون ارزاں نرخوں پرہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ،ڈیرہ غازی خان 064-2462501